وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۔

(اور یہود ونصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کریں)

اگر پاکستان کی موجودہ حکومت امریکہ کو یہ باور کرادے کہ پاکستانی حکومت اور عوام ہر حالت میں پہلے مسلمان ہیں پھر امریکی حلیف تو اس کے ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں ، ورنہ ایوب خاں ، بھٹو ، اور محمد ضیاء الحق شہید کی مثالیں بھی ہر وقت نظروں کے سامنے رہنی چاہئیں ۔

خلیج کا بحران

عراق کی سرزمین تاریخی اعتبار سے بے چین اور بے قرار مٹی ہے ۔ حجاج بن یوسف نے جب عراق کا چارج سنبھالا تو عراقیوں کو یوں خطاب کیا تھا :

یا اھل العراق یا اھل النفاق یا اھل الشقاق ......

(اے منافق اور بدبخت عراقیو !)

ہمیں یہ بات لکھتے ہوئے دکھ بھی ہوتا ہے اور کہے بغیر چارہ بھی نہیں ۔ اس حقیقت سے کون بے خبر ہے کہ ایران عراق جنگ میں کویت اور سعودی عرب نے جس بے جگری سے عراقیوں پر مال قربان کیا ہے ۔ تاریخ میں اس ایثار کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں ہے ۔ مگر محسن کشی کا عراقی جرم بھی اپنی مثال آپ ہے ! موجودہ صورتِ حال ایسی ہے کہ سعودی عرب کے قلب میں یہود ونصاریٰ قابض ومتصرف ھیں اور دنیا کی تمام بڑی طاقتوں (چین کے سوا) نے عراق کے خلاف طاقت کے استعمال کی اجازت دیدی ہے مذاکرات میں فلسطین کا ذکر امریکی کباب میں ہڈی ہے ۔ اب امن کے لئے تمام مواقع بظاہر ختم ہوگئے ھیں ، اور آئندہ کی راہیں مسدود ۔

۱۵ جنوری ۹۱ء تک کا الٹی میٹم کویت سے غیر مشروط واپسی کا ہے جس کے لئے عراق ابھی آمادہ نہیں ھیں ، عراق اگر افہام وتفہیم کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو زبردست حماقت کا مرتکب ہوگا جو آدھی دنیا کو لے ڈوبے گا ۔ ہماری دانست میں شاہ فہد ، امیر کویت ، شاہ اردن ، شاہ مراکش اور صدام حسین باہم مل بیٹھ کر اس خلیجی بحران کا باوقار حل تلاش کریں اور مسلم امّۃ کو ایک نئی کربلا سے بچائیں ۔ انا پتر و تلوار کے زمانے میں تو قائم رہ سکتی تھی مگر عہدِ امروز عہدِ فنا ہے ۔

صدام حسین ' یا صدّام ! یا صدّام ! اتق اللّٰہ وخف من اللّٰہ و اصلح امر المسلمین ۔

بھارت

ازل سے دشمن دغیار کے ہے دوش بدوش

دشمنی و سیہ پوشی و بد اطواری

کافر ومشرک کسی دیس کا ہو مسلم دوست نہیں ہوسکتا اور بھارت کا مشرک جو کتاب سے بھی مشرف نہیں ، ہرگز ہمارا حلیف

نہیں بن سکتا مگر نہ جانے کیوں ہمارے حکمران بھارت سے وفا کے عہد و پیمان باندھنے کے لئے بے قرار دِکھائی دیتے ہیں جو مسئلہ ۴۳ برس سے اُلجھا ہوا ہے وہ غیر مستحکم حکومتوں کے مذاکراتی "حملوں" سے کب سُلجھتا ہے۔؟ اس کے لئے تو اسی لب و لہجہ کی ضرورت ہے جو بھارتی حکمرانوں کا ہے۔ بھارتیوں نے پاکستانی سفارتی عملہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، قصاصی مزاج کا تقاضا تو یہ ہے کہ پاکستان میں مُقیم بھارتی سفارتی عملہ کو وہی آموختہ سُنا دیا جاتا مگر یہ حکومتوں کے معاملے میں یہاں عوامی دراز دستی کا رواج نہیں ہے۔ یہاں تو زور آور اور کمزور والا معاملہ ہے حالانکہ مُسلم تاریخ ایسی کمزوری کی مثال پیش نہیں کرتی۔ محض احتجاج اور بس احتجاج، عملی طور پر بھی کچھ اے چارہ گراں!

نئی حکومت اور نفاذِ اسلام

پاکستان مُسلم لیگ کی سیکولر قیادت کے ہاتھوں اِسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ مسلم لیگ نت بدلتے رُوپوں میں بلا شرکتِ غیرے ۱۹۵۸ء تک اِقتدار پر مُسلط و قابض رہی مگر اسلام کے ساتھ وہی سُلوک رَوا رکھا گیا جو قیامِ پاکستان سے پہلے برٹش انڈیا میں فرنگی نے رَوا رکھا ہوا تھا۔ حکمران اسی طرزِ حکومت و طرزِ زندگی کو اپنائے ہوئے تھے یعنی اپنے تئیں وہ آقا تھے اور عوام غُلام، جس کے نتائج ہمہ جہت مَنفی برآمد ہوئے۔ کسی ایک سمت میں بھی مثبت نتیجہ پیدا نہ کیا جا سکا۔ یہاں تک کہ پاکستانی عوام تصورِ پاکستان کی اساس پر ایک پاکستانی قوم کی صُورت بھی اختیار نہ کر سکے۔ سن ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان نے قائدِ اعظم کا احسان آدھا کر دیا اور اِسی مسلم لیگی سرمایہ دار بیوروکریٹ اور جاگیردار نے آدھا ملک بنگلہ دیش بنا کر نظریۂ پاکستان برہم پُتر کی تُند و تیز لہروں کی نذر کر دیا۔ اکہتر کے بعد قائد اعظم کے جانشین ذوالفقار علی بھٹو قائدِ عوام بن کر اُبھرے، گرجے، برسے اور آدھے پاکستان پر چھا گئے۔ اُنہوں نے اپنی ملٹی کلچرل سیاست کے ذریعہ ملک کو کھُلے سیکولرزم کی وادی میں دھکیل دیا۔ یعنی:

"آنچہ پدر نتواند پسر تمام کند۔" (جو کام والدِ ماجد نہ کر سکے فرزندِ ارجمند نے کر دِکھایا)

سیاست کی وادی میں کودنے والی نئی مذہبی و سیاسی جماعتوں اور لیگ کے مُنتشر عناصر نے پھر اسلام کا لبادہ اوڑھا اور بھٹو کا تختہ اُلٹ کے اُسے تختۂ دار پر "آویزاں" کر دیا۔

اس دَھما چوکڑی کی کوکھ سے جنرل محمد ضیاء الحق نے جنم لیا اور کٹر مسلم لیگی مذہبی جنرل صاحب نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک کٹر مُسلم لیگی سیاست باز کا رُوپ اختیار کر لیا۔ مسلم لیگ آرگنائز ہوئی۔ جونیجو، پگاڑا اور نواز شریف کو پال پوس کر جوان کیا۔ لیکن اِسلام بے چارا، آہ! بے چارا اِسلام، یتیم خانے کی چھت پر کھڑا مُسلم لیگیوں کی بے وفائیوں کا تماشا دیکھتا رہا۔ تا آنکہ ضیاء الحق مع اپنی قیمتی ٹیم کے جہانِ فانی سے رُخصت کر دیئے گئے۔ پھر قائدِ عوام کی بیٹی باپ کا سیاہ کفن لہراتے ہوئے اقتدار پر قابض ہو گئی۔ اُدھر مسلم لیگ اپوزیشن کا رول اَدا کرنے میں "منہمک" ہو گئی اور اب پھر.......... مُسلم لیگ،